باب 3

آئینی وضع

(CONSTITUTIONAL DESIGN)

© NCERT not to be republished

عمومی جائزہ

پچھلے باب میں ہم نے دیکھا تھا کہ کسی جمہوریت میں حکمراں ہر کام اپنی مرضی سے کرنے میں آزادنہیں ہوتے۔ جمہوریت کے اندر چندایسے بنیادی اُصول ہوتے ہیں جن پر شہریوں اورحکومت دونوں کوعمل کرنا پڑتا ہے۔ ایسے تمام اُصول ملک کر آئین کہلاتے ہیں۔ ملک کے اعلیٰ تر قانون کی حیثیت سے، آئین شہریوں کے حقوق اورحکومت کے اختیارات طے کرتا ہےاور یہ کہ حکومت کواپنا نظامِ حکومت کس طرح چلانا چاہیئے۔

اس باب میں ہم جمہوریت کی آئینی وضع کے بارے میں چند بنیادی سوال پوچھ رہے ہیں۔ ہم کوآئین کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ آئین کس طرح تیار کئے جاتے ہیں؟ ان کوکون اورکس طرح بناتا ہے؟ وہ کون سی اقدار ہیں جو جمہوری ریاستوں میں آئین کی شکل اختیار کرلیتی ہیں؟ آئین ایک بارتسلیم ہونے کے بعد، کیا ہم بدلتے حالات کے مطابق بعدمیں اس کےاندرتبدیلیاں کرسکتے ہیں؟

کسی جمہوری ریاست کے لیےآئین بنانے کی حالیہ مثال جنوبی افریقہ کی ہے۔ اس باب کوہم یہ دیکھ کرشروع کرتے ہیں کہ وہاں کیا ہوا اورجنوبی افریقہ کے باشندوں نے اپنا آئین بنانے کا کام کس طرح کیا۔ اس کے بعد ہم اس بات پر بحث کریں گے کہ ہندوستانی آئین کس طرح بنایا گیا تھا، اُس کی بنیادی اقدار کیا ہیں، اور یہ شہریوں کی زندگی اورحکومت کے کردارکوآگے بڑھانے کے لیے ایک اچھا فریم ورک کس طرح مہیا کرتا ہے۔

3.1 جنوبی افریقہ میں جمہوری آئین
(DEMOCRATIC CONSTITUTION IN SOUTH AFRICA)

نیلسن منڈیلا

" میں نے گوروں کے خلاف جنگ کی اور میں نے کالوں کے تسلط کے خلاف جنگ کی۔ میں نے جمھوری اور آزاد سماج کے ایك ایسے نصب العین کو پروان چڑھایا ھے جس میں مساوی مواقع کے ساتھ تمام لوگ مل جل کر رھیں۔ یھی وہ نصب العین ھے جس کے لیے مجھ کو زندہ رھنے کی اور اُسے حاصل کرنے کی اُمید ھے، لیکن اگر ضرورت پڑے، تو یہ ایك ایسا نصب العین ھے جس کے لیے میں اپنی جان دینے کو بھی تیار ھوں۔"

یہ وہ نیلسن منڈیلا ہیں جن پر جنوبی افریقہ کی گوری حکومت نے غداری کے لیے مقدمہ چلایا تھا۔ اُن کو اپنے سات دوسرے لیڈروں کے ساتھ 1964 میں ملک کی نسل پرست حکومت کے خلاف مخالفت کی جرأت کرنے کے جرم میں عمر قید کی سزا سنائی تھی۔ اُنھوں نے جنوبی افریقہ کی سب سے زیادہ دل دہلانے والی جیل رابن آئیلینڈ (Robben Island) میں 28 سال گزار دیئے۔

1 نسلی امتیاز، 1953 کے کشیدہ تعلقات کا علامتی سائن بورڈ

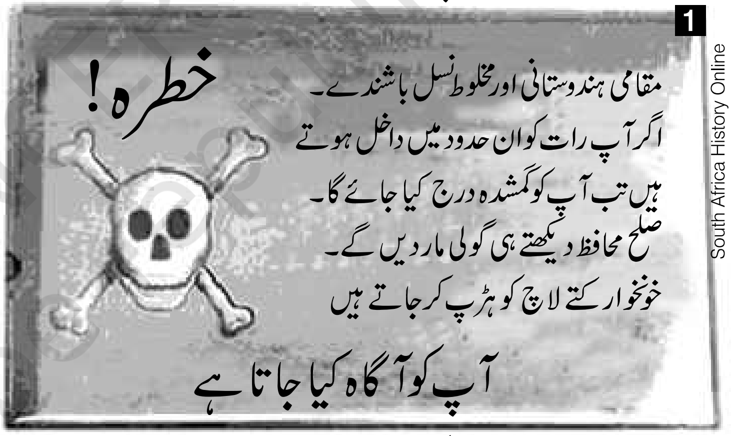

South Africa History Online

نسلی امتیاز کے خلاف جدوجہد
(Struggle against aparthied)

نسلی امتیاز (اپارتھیڈ) نسلی تفریق کے نظام کا ایک نام تھا جو جنوبی افریقہ کے گوروں کی حکومت کی ایک منفرد خصوصیت تھی۔ گورے یوروپین باشندوں نے اس نظام کو جنوبی افریقہ پر لادا تھا۔ سترہویں اور اٹھارہویں صدی کے دوران یوروپی تجارتی کمپنیوں نے اس پر اپنے ہتھیاروں اور طاقت کے بل بوتے پر اُسی طرح قبضہ کیا تھا جس طرح ہندوستان پر۔ لیکن ہندوستان سے بالکل الگ ہٹ کر گوروں کی ایک بڑی تعداد جنوبی افریقہ میں جا بسی اور مقامی حکمراں بن گئی۔ نسلی امتیاز نے لوگوں کو بانٹ دیا اور اُن کی کھال کے رنگ کی بنیاد پر ٹھپہ لگا دیا۔ جنوبی افریقہ کے مقامی لوگ کالے ہوتے ہیں۔ یہ ملک کی آبادی کے تقریباً تین چوتھائی تھے جن کو ''کالے'' کہا جاتا تھا۔ ان دو گروپوں کے علاوہ یہاں ملی جلی نسلوں کے لوگ بھی رہتے تھے، جن کو ''رنگدار'' کہا جاتا تھا۔ اور وہ لوگ بھی رہتے تھے جو ہندوستان سے ہجرت

John Mullen, Wikipedia, GNU Free Documentation License

2 انگریزی، افریقی، اور زولو زبانوں میں دربن بیچ (Beach) پر نصب ایک سائن بورڈ: ''ڈربن بیچ قانون کے سیکشن 37 کے تحت دربن شہر کا نہانے کا یہ علاقہ گوری نسل کے ممبران کے تنہا استعمال کے لیے محفوظ ہے۔''

کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔ گورے حکمراں تمام غیر گوروں کو گھٹیا سمجھتے تھے۔ ان غیر سفید فام کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں تھا۔

نسلی امتیاز کا یہ نظام خاص طور سے کالوں کے لیے کافی ظالمانہ تھا۔ ان کے لیے گوروں کے علاقوں میں رہنا ممنوع تھا۔اجازت نامہ ہونے کی صورت میں ہی وہ گوروں کے علاقوں میں کام کر سکتے تھے۔ گوروں اور کالوں کے لیے گاڑیاں ٹرینیں، بسیں، ٹیکسیاں، ہوٹل، ہسپتال، اسکول اور کالج، لائبریریاں، سنیما ہال، تھیٹر، سمندر کے کنارے ریتیلے ساحل، تیرنے کے تالاب اور عوامی بیت الخلا الگ الگ تھے۔اس کو علیحدگی (Segregation) کہا جاتا تھا۔ کالے لوگ اُن چرچوں میں بھی نہیں گھس سکتے تھے جہاں گورے عبادت کرتے تھے۔ کالے عوام نہ تو اپنی انجمنیں بنا سکتے تھے اور نہ ہی ایسے ظالمانہ برتاؤ کے خلاف احتجاج کر سکتے تھے۔

1950ء سے ہی، کالوں، رنگ داروں اور ہندوستانیوں نے نسل پرستی کے اس نظام کے خلاف جنگ شروع کر دی تھی۔ اُنھوں نے احتجاجی مارچ اور ہڑتالیں کیں،افریقن نیشنل کانگریس (ANC) ایک ایسی محافظ تنظیم تھی جس نے علیٰحدگی کی پالیسیوں کے خلاف جدوجہد کی رہنمائی کی۔ اس میں متعدد مزدور یونینیں اور کمیونسٹ پارٹیاں شامل تھیں۔ متعدد حساس گورے ایسے بھی تھے جو نسلی امتیاز کی مخالفت کے لیے ANC میں شامل ہو گئے اور جنھوں نے اس جدوجہد میں اہم کردار نبھایا۔ متعدد ممالک نے نسلی امتیاز کو غیر منصفانہ اور نسل پرست بتا کر مذمت کی۔ لیکن نسل پرست حکومت نے گرفتاریاں، ایذا رسانی اور ہزاروں کالے اور رنگدار لوگوں کو مار کر اپنی حکومت جاری رکھی۔

سرگرمی

- نیلسن منڈیلا کی زندگی اور جدوجہد پر ایک پوسٹر بنائیے۔
- اگر دستیاب ہو سکے تو اپنی کلاس میں اُن کی لکھی خودنوشت سوانح ''اے لانگ واک ٹو فریڈم'' (A Long Walk To Freedom) کے چند حصے پڑھیے۔

نئے آئین کی جانب سفر

(Towards a new constitution)

جوں جوں نسل پرستی کے خلاف احتجاجات اور جدوجہد بڑھی، حکومت کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ اب کالوں کو علیٰحدگی کے ذریعہ اپنی حکومت کے تحت مزید دبا کر رکھا نہیں جا سکتا۔ گوروں کی حکومت نے اپنی پالیسیاں بدل دیں۔ تفریق پیدا کرنے والے قوانین، سیاسی پارٹیوں پر ممانعت اور میڈیا پر قائم پابندیاں اُٹھا لی گئیں۔ 28 سال بعد ایک آزاد آدمی کی حیثیت سے نیلسن منڈیلا جیل سے باہر آئے۔ آخرکار، 26 اپریل 1994 کی نصف شب، دنیا میں نوزائیدہ جمہوریت کی نشان دہی کرتے ہوئے، جمہوریہ جنوبی افریقہ کا قومی جھنڈا لہرایا گیا۔ نسلی امتیاز برتنے والی حکومت کا اختتام ہوا، جس نے بعد میں ایک کثیر نسلی حکومت کی تشکیل کے لیے راہ ہموار کی۔

یہ تمام حالات کس طرح پیدا ہوئے؟ آیے ہم منڈیلا کے خیالات سنتے ہیں جو اس غیر معمولی تغیر کے دور میں، اس نئے جنوبی افریقہ کے پہلے صدر تھے۔

"تاریخی دشمن نسلی امتیاز سے جمہوریت کی جانب ایک پرامن عبور کے لیے گفت و شنید کرنے میں کامیاب ہوئے، صرف اس وجہ سے کہ ہم دوسری جانب خیر کے لیے موروثی اہلیت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار تھے۔ میری خواہش ہے کہ جنوبی افریقہ کے باشندے، خیر میں اپنے پختہ یقین سے کبھی

اگر گوروں کے مظالم اور استحصال کے لیے کالی اکثریت بدلہ لینے پر آمادہ ہوجاتی تو جنوبی افریقہ میں کیا ہوتا؟

© NCERT not to be republished

دستبردار نہ ہوں گے، خیر و بھلائی پر ایک ایسا یقین جس کو وہ پروان چڑھاتے ھیں، یہ ھے انسانوں پر بھروسہ جو ھماری جمہوریت کا مرکزی خیال ھے۔"

نئی جمہوری جنوبی افریقہ کے اُبھرنے کے بعد، کالے لیڈروں نے اپنے ساتھی کالے باشندوں سے گوروں کے اُن مظالم کو معاف کرنے کی درخواست کی جو اُنہوں نے اپنے دورِ اقتدار میں ڈھائے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ آیئے، ہم ایک ایسے نئے جنوبی افریقہ کی تعمیر کریں جس کی بنیاد تمام نسلوں اور مردوں اور عورتوں کی مساوات پر قائم ہو اور جہاں جمہوری اقدار، سماجی انصاف اور انسانی حقوق کا احترام ہو۔ وہ پارٹی جس نے جور و ستم اور بیدردانہ قتل و غارت گری کے ذریعے حکومت کی، اور وہ پارٹی جس نے آزادی کی جدوجہد کی رہنمائی کی، ایک مشترک آئین کا خاکہ تیار کرنے کے لیے ایک ساتھ مل کر بیٹھیں۔

یہ شبیہہ آج کے جنوبی افریقہ کی زندگی کو ظاہر کرتی ہے۔ جنوبی افریقہ کے باشندے خود کو ''رین بونیشن'' (قوس وقزح والی قوم) کہتے ہیں۔ کیا آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟

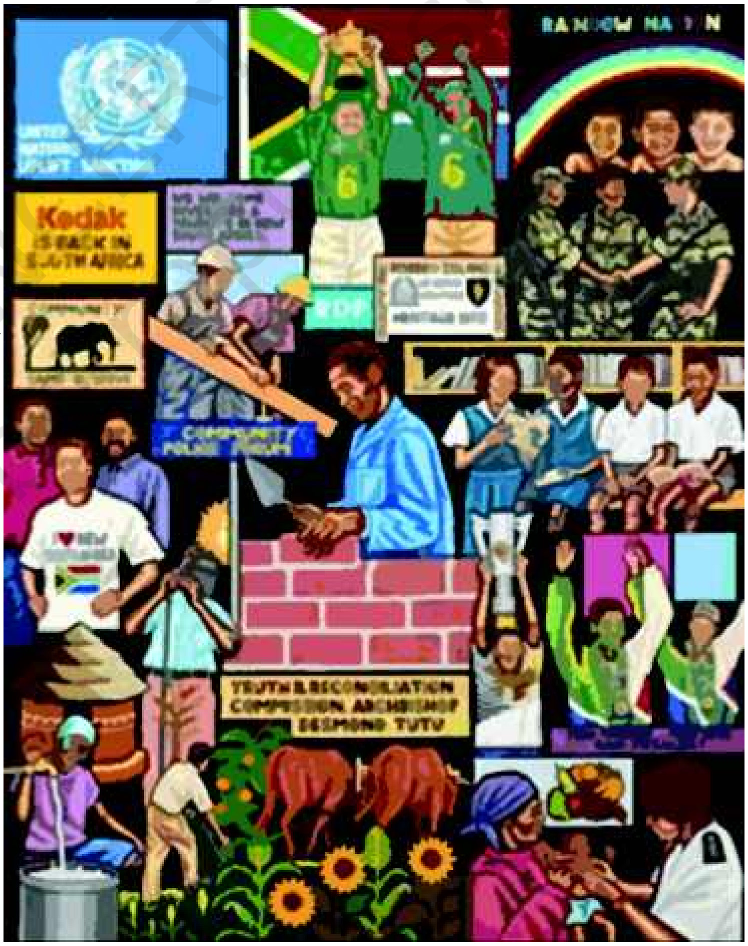

Wikipedia, GNU Free Documentation License

دوسال کے طویل مباحثے اور مناظرے کے بعد وہ ایک ایسے آئین پر متفق ہو گئے جو دنیا کے بہترین آئینوں میں سے ایک تھا۔ اس آئین نے اپنے شہریوں کو اتنے وسیع حقوق عطا کئے جو کسی بھی ملک کے شہریوں کو حاصل ہیں۔ اُن سب نے مل کر فیصلہ کیا، کہ مسائل کے حل کی تلاش میں، کسی کو بھی خارج نہ کی جائے۔ کسی کے ساتھ بھی تحقیر آمیز برتاؤ نہ ہو۔ وہ اس بات پر بھی متفق تھے کہ ہر شخص کو مسائل کے حل کا ایک حصہ بنایا جائے، اُنہوں نے ماضی میں چاہے جو کچھ کیا ہو، یا کسی بھی عمل کی نمائندگی کی ہو۔ جنوبی افریقہ کے آئین کا تمہید یہ اسی مرکزی خیال کا خلاصہ کرتا ہے۔

جنوبی افریقہ کے آئین سے پوری دنیا کو تحریک ملتی ہے۔ ایک ایسی ریاست جس کو ابھی حالیہ زمانے میں سب سے زیادہ غیر جمہوری کہہ کر ملامت اور مذمت کی جاتی تھی، آج اس کو جمہوریت کا ایک ماڈل تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس تبدیلی کو جس چیز نے ممکن بنایا وہ تھا ایک ساتھ مل کر کام کرنے کا جنوبی افریقہ کے لوگوں کا پختہ ارادہ اور اس قوس و قزح والی قوم کو مضبوطی سے جوڑ کر اس کی کایا پلٹ کرنا۔ جنوبی افریقہ کے آئین پر بولتے ہوئے نیلسن منڈیلا نے کہا تھا:

"جنوبی افریقہ کا آئین ماضی اور مستقبل دونوں کی کہانی ھے۔ ایک طرف تو یہ ایک ایسا باضابطہ معاہدہ ھے جس میں ھم جنوبی افریقہ کے باشندے اپنے نسل پرست، ظالم اور جبری ماضی کو دھرانے کی اجازت کبھی نہیں دیں گے۔ لیکن یہ اس سے بھی کچھ زیادہ ھی ھے۔ یہ ھمارے لیے ایک ایسے ملک کی کایا پلٹ کے لیے ایک منشور بھی ھے جس میں اُس کے تمام لوگوں کی شراکت اور حصہ داری ھو۔ ایک ایسا ملک جو مکمل طور سے ھم سب کا ھو، جس میں کالے اور گورے، عورتیں اور مرد سب ھی شامل ھوں۔"

اپنی
پیش رفت
کی جانچ کیجیے

کیا آزادی کے لیے جنوبی افریقہ کی جدوجہد کی کہانی آپ کو ہندوستانی قومی تحریک کی یاد دلاتی ہے؟ مندرجہ ذیل نکات پر دونوں کے درمیان یکسانیتوں اور غیر یکسانیتوں کی ایک لسٹ بنائیے۔

- نوآبادیاتی نظام (استعمار پسندی) کی نوعیت۔
- مختلف فرقوں کے درمیان فرق۔
- لیڈر شپ: گاندھی/منڈیلا۔
- وہ پارٹی جس نے جدوجہد کی رہنمائی کی: افریقی نیشنل کانگریس/انڈین نیشنل کانگریس۔
- جدوجہد کا طریقہ۔

3.2 ہم کو آئین کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟
(WHY DO WE NEED A CONSTITUTION?)

جنوبی افریقہ کی مثال یہ سمجھنے کا ایک اچھا طریقہ ہے کہ ہم کو آئین کی ضرورت کیوں ہوتی ہے اور آئین کا کیا کام ہوتا ہے۔ اس جمہوریت کے اندر ظالم اور مظلوم دونوں مساوی حیثیت سے ایک ساتھ مل کر رہنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ ایک دوسرے پر بھروسہ کر لینا کوئی آسان کام تو نہیں تھا۔ اُن کے دلوں میں خوف سمایا ہوا تھا۔ وہ اپنے اپنے مفادات کا تحفظ چاہتے تھے۔ کالی اکثریت اس بات کی مکمل یقین دہانی کرانا چاہتی تھی کہ اکثریتی حکومت کے جمہوری اصول پر سمجھوتہ ممکن نہ تھا۔ وہ کافی سماجی اور معاشی حقوق چاہتے تھے۔ اس کے برعکس گوری اقلیت اپنی مراعات اور جائیداد کا تحفظ چاہتی تھی۔

ایک طویل بات چیت کے بعد دونوں پارٹیاں سمجھوتہ کرنے پر راضی ہو گئیں۔ گورے اکثریتی حکومت اور ایک شخص کے ایک ووٹ پر راضی ہو گئے۔ وہ غریبوں اور مزدوروں کے لیے چند بنیادی حقوق پر بھی راضی ہو گئے۔ کالے اس بات پر راضی ہوئے کہ اکثریتی حکومت مطلق العنان نہیں ہوگی۔ اُنھوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ اکثریت گوروں کی جائیداد پر قبضہ نہیں کرے گی۔ یہ سمجھوتہ آسان نہیں تھا۔ اب اس سمجھوتے کا نفاذ کس طرح ہونا تھا؟ چاہے دونوں پارٹیوں نے ایک دوسرے پر بھروسہ کر لیا تھا، لیکن اس کی کیا گارنٹی تھی کہ مستقبل میں اس بھروسے کو توڑا نہیں جائے گا؟

اس صورت میں بھروسے کو بنانے اور پھر اُسے برقرار رکھنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ اس سیاسی کھیل کے اُصولوں کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے تاکہ ہر شخص اُن پر قائم رہے۔ ان اصولوں میں یہ لکھا ہے کہ مستقبل میں حکمراں کس طرح چنے جائیں گے۔ یہ اُصول اس بات کو بھی طے کرتے تھے کہ منتخبہ حکومتوں کو کیا کچھ کرنے کا اختیار ہوگا اور وہ کیا نہیں کر سکتے۔ آخر میں یہ اُصول شہریوں کے حقوق متعین کرتے ہیں۔ یہ اُصول کارگر اُسی صورت میں ہوں گے جب فاتح ان کو بآسانی بدل نہ سکے۔ یہی وہ کام تھا جو جنوبی افریقہ کے باشندوں نے انجام دیا۔ وہ چند بنیادی اُصولوں پر راضی ہو گئے۔ وہ اس بات پر راضی ہوئے کہ یہ اُصول اس درجہ اعلیٰ اور برتر ہوں گے کہ کوئی بھی حکومت انہیں نظر انداز نہیں کرے گی۔ بنیادی اُصولوں کا یہ مجموعہ آئین کہلاتا ہے۔

آئین سازی کا کام صرف جنوبی افریقہ سے ہی وابستہ نہیں ہے۔ ہر ملک میں لوگوں کے مختلف گروپ ہوتے ہیں۔ ان میں آپسی تعلقات اس درجہ برے نہیں ہوسکتے جیسے کہ جنوبی افریقہ میں کالوں اور گوروں کے درمیان رہے تھے۔ لیکن پوری دنیا کے ممالک کے لوگوں

© NCERT not to be republished

میں خیالات اور مفادات میں فرق ملتے ہیں۔ چاہے کوئی ملک جمہوری ہو یا نہ ہو، دنیا کے زیادہ تر ممالک کو ایسے بنیادی اُصولوں کی ضرورت پیش آتی ہے، یہ بات صرف حکمرانوں پر ہی صادق نہیں آتی۔ کسی بھی انجمن کو آئین کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ چاہے آپ کے علاقے میں کوئی کلب ہو، ایک کوآپریٹیو سوسائٹی ہو اور چاہے کوئی سیاسی پارٹی ہو۔ ان سب کو آئین کی ضرورت ہوتی ہے۔

سرگرمی

اپنے علاقے کے کسی کلب یا کوآپریٹیو سوسائٹی یا یونین یا سیاسی پارٹی کے دفتر میں جایئے۔ اُن کے اُصولوں کی کتاب کی ایک کاپی (اس کو اکثر انجمن کے ضابطے کہا جاتا ہے) طلب کیجئے اور اس کو پڑھیے۔ کیا یہ ضابطے جمہوریت کے اُصولوں کے مطابق ہیں؟ کیا یہ بلاتفریق کسی بھی شخص کو اپنا ممبر بناتے ہیں؟

یہ بات منصفانہ نہیں ہے۔ اگر تمام بنیادی فیصلے پہلے ہی کئے جا چکے تھے تو پھر منشور ساز اسمبلی بنانے کی ضرورت کیا تھی؟

اس طرح کسی ملک کا آئین تحریری اُصولوں کا ایک ایسا مجموعہ ہوتا ہے جس کو کسی ملک کے اندر رہنے والے تمام لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ آئین ایک ایسا اعلیٰ اور برتر قانون ہے جو کسی علاقے میں رہنے والے لوگوں (جو شہری کہلاتے ہیں) اور ساتھ ہی لوگوں اور حکومت کے درمیان آپسی تعلقات کو طے کرتا ہے۔ آئین کئی کام کرتا ہے۔

- (1) یہ بھروسے اور ربط کا ایک ایسا معیار پیدا کرتا ہے جو مختلف لوگوں کے ایک ساتھ رہنے کے لیے ضروری ہے؛
- (2) یہ اس کی وضاحت کرتا ہے کہ حکومت کس طرح بنائی جائے گی۔ اور کون سے فیصلے کرنے کے لیے کس کو اختیار ہوگا؛
- (3) یہ حکومت کے اختیارات پر قائم حد بندیوں کو ضبطِ تحریر میں لاتا ہے اور بتاتا ہے کہ شہریوں کے کیا حقوق ہیں؛
- (4) یہ ایک اچھے سماج کی تعمیر کے بارے میں لوگوں کی آرزوؤں اور تمناؤں کو ظاہر کرتا ہے۔

وہ تمام ممالک جن کے پاس آئین ہیں، ضروری نہیں کہ وہ جمہوری بھی ہوں۔ لیکن وہ تمام ممالک جو جمہوری ہوتے ہیں، اُن میں آئین ضرور ہوتے ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ کے خلاف آزادی کی جنگ کے بعد، امریکنوں نے اپنے لیے آئین بنایا۔ انقلاب کے بعد، فرانسیسیوں نے جمہوری آئین منظور کیا۔ اُس وقت سے تمام جمہوریتوں کے اندر تحریری آئین ہونے کا رواج چلا آ رہا ہے۔

3.3 ہندوستانی آئین کی تشکیل
(MAKING OF THE INDIAN CONSTITUTION)

جنوبی افریقہ کی طرح ہندوستان کے آئین کا مسودہ بھی مشکل حالات میں تیار کیا گیا۔ ہندوستان جیسے وسیع اور تنوع سے بھرے ملک کے لیے آئین بنانے کا کام آسان نہیں تھا۔ اُس وقت ہندوستان کے لوگوں کی حیثیت رعایا سے شہری میں منتقل ہو رہی تھی۔ ملک مذہبی اختلافات کی بنیاد پر تقسیم سے گزر کر وجود میں آ رہا تھا۔ یہ ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں کے لیے ایک تکلیف دہ تجربہ تھا۔ سرحد کے دونوں جانب، تقسیم سے جڑے تشدد میں کم سے کم دس لاکھ لوگ مارے گئے۔ یہاں ایک دوسرا مسئلہ بھی موجود تھا۔ انگریزوں نے دیسی رجواڑوں کے حکمرانوں کو یہ فیصلہ کرنے کی آزادی دی تھی کہ وہ ہندوستان یا پاکستان کے ساتھ الحاق کر سکتے تھے یا پھر آزاد رہ سکتے تھے۔ ان دیسی رجواڑوں (ریاستوں کے راجا اور نواب) کا الحاق ایک مشکل اور غیر یقینی کام تھا۔ جس وقت آئین لکھا جا رہا تھا، ملک کا مستقبل اس درجہ محفوظ دکھائی

© NCERT not to be republished

نہیں دے رہا تھا جتنا کہ آج ہے۔ آئین کے بنانے والوں کے ذہن میں ملک کے حال اور مستقبل کے بارے میں اضطراب اور بے چینی کا عالم طاری تھا۔

سرگرمی

اپنے علاقے میں دادا/نانا یا دوسرے بزرگوں سے بات کیجیے اُن سے پوچھیے کہ کیا اُن کو تقسیم یا آزادی یا آئین بنانے کا زمانہ یاد ہے۔ اُس وقت ملک کے بارے میں اُن کے کیا خوف اور اُمیدیں تھیں؟ ان پر کلاس میں بحث کیجیے۔

آئین کی تشکیل کا راستہ

(The path to Constitution)

ان تمام دشواریوں کے باوجود، ہندوستانی آئین بنانے والوں کو ایک سہولیت بھی حاصل تھی، جنوبی افریقہ سے بالکل الگ، ان کو کسی ایسے اجماع کی ضرورت نہ تھی کہ ہندوستانی جمہوریت کی نوعیت کیا ہونی چاہیے۔ زیادہ تر ایسا اجماع (اتفاق رائے) آزادی کی جدوجہد کے دوران فروغ پا چکا تھا۔ ہماری آزادی کی جدوجہد صرف غیر ملکی حکمرانی کے خلاف نہ تھی بلکہ یہ ملک کو نئے سرے سے طاقتور بنانے اور سماج اور سیاست کی کایا پلٹ کے لیے بھی ایک جدوجہد تھی۔ آزادی کے بعد ہندوستان کون سا راستہ اختیار کرے، اس سلسلے میں بھی آزادی کی جدوجہد کے دوران خیالات میں گہرے اختلافات موجود تھے۔ یہ اختلافات آج بھی موجود ہیں۔ ان تمام اختلافات کے باوجود تقریباً ہر شخص نے چند بنیادی نظریات کو تسلیم کیا تھا۔

آزادی سے بہت پہلے، 1928 میں موتی لعل نہرو اور آٹھ دوسرے کانگریسی ممبران نے ہندوستان کے لیے آئین کا ایک مسودہ تیار کیا تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس کے 1931 میں ہوئے کراچی اجلاس میں یہ بحث آئی تھی کہ ہندوستان کا آئین کیسا ہونا چاہیے۔ ان دونوں دستاویزات نے آزاد ہندوستان کے آئین میں عالمگیر بالغ رائے دہندگی، آزادی اور مساوات کے حق اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے حق کو شامل کرنے کا عہد کر رکھا تھا۔ اس طرح آئین ساز اسمبلی کی نشست سے کافی پہلے آئین پر کارروائی کرنے کے لیے تمام لیڈروں نے بنیادی اقدام کو تسلیم کر لیا تھا۔

نوآبادیاتی زمانے کے سیاسی اداروں کے علم نے بھی اداراتی تشکیل کے لیے رضامندی پیدا کرنے میں مدد کی۔ انگریزی حکومت نے ووٹ کا حق صرف چند ہی لوگوں کو دیا تھا، اُس بنیاد پر انگریزوں نے ایک کمزور مقنّنہ کی شروعات کی تھی۔ 1937 میں صوبائی دستور ساز اسمبلیوں کے لیے انتخابات کرائے گئے تھے اور پورے برٹش انڈیا میں وزارتوں کا قیام کیا گیا تھا۔ یہ حکومتیں مکمل طور سے جمہوری نہیں تھیں۔ لیکن قانون ساز اداروں کے طریقۂ کار میں ہندوستانیوں کو حاصل تجربہ اپنے اداروں کے قیام اور اُن میں کام کرنا ملک کے لیے کافی فائدہ مند ثابت ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی آئین میں نوآبادیاتی قوانین سے بہت سی اداراتی تفصیلات اور طریق کار اختیار کیا گیا جن میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 اس کی ایک مثال ہے۔

آئین کے فریم ورک پر کئی سال کی فکر اور غور وخوض ایک مزید فائدہ تھا۔ دوسرے ممالک سے علم حاصل کر کے ہمارے لیڈروں کو اعتماد ہوا لیکن اپنی شرائط اور حالات کو مدنظر رکھا گیا۔ ہمارے متعدد لیڈروں کو فرانسیسی انقلاب، برطانیہ کے اندر پارلیمانی جمہوریت کے رواج اور ریاستہائے متحدہ میں حقوق کے بل سے تحریک ملی۔ سماجی اور معاشی مساوات پر مبنی نظام کی تشکیل کے بارے میں غور کرنے کے لیے روس کے اندر آئے سوشلسٹ انقلاب

ولبھ بھائی جھاویر بھائی پٹیل

(1875-1950) پیدائش گجرات، عبوری حکومت میں وزیر داخلہ، معلومات اور نشریات۔ بردولی کسان ستیاگرہ کے وکیل اور رہنما، دیسی ریاستوں کے ہندوستان کے ساتھ الحاق میں اہم کردار نبھایا بعد میں نائب وزیر اعظم۔

ابوالکلام آزاد

(1888-1958)

پیدائش، سعودی عربیہ، ماہر تعلیم، مصنف اور عالم دین، عربی کے عالم، کانگریس رہنما، قومی تحریک میں سرگرم کارکن، مسلمانوں کی علیحدگی پسندانہ سیاست کی مخالفت کی، بعد میں پہلی مرکزی کابینہ میں وزیر تعلیم۔

ٹی۔ ٹی۔ کرشنا چاری

(1899-1974)

پیدائش تامل ناڈو، مسودہ ساز کمیٹی کے ممبر، کارانداز اور کانگریس لیڈر، بعد میں مرکزی کابینہ میں وزیر خزانہ

© NCERT not to be republished

راجیندر پرساد
(1884-1963)
پیدائش بہار، دستور ساز اسمبلی کے چیئرمین، وکیل چمپارن ستیا گرہ میں اپنے کردار کے لیے مشہور، کانگریس کے تین بار صدر بنے، بعد میں ہندوستان کے پہلے صدر کے عہدے پر فائز ہوئے۔

جے پال سنگھ
(1903-1970)
پیدائش جھارکھنڈ، کھلاڑی اور ماہر تعلیم، پہلی نیشنل ہاکی ٹیم کے کپتان، آدی واسی مہاسبھا کے بانی صدر، بعد میں جھارکھنڈ پارٹی کے بانی۔

ایچ۔سی۔مکھرجی
(1887-1956)
پیدائش بنگال، دستور ساز اسمبلی کے نائب چیئرمین، معروف مصنف اور ماہر تعلیم، کانگریس لیڈر، کل ہند کرسچین کونسل اور بنگال دستور ساز اسمبلی کے ممبر، بعد میں مغربی بنگال کے گورنر بنے۔

سے متعدد ہندوستانیوں کو تحریک حاصل ہوئی۔ ان تمام تجربات کے باوجود وہ دوسروں کی صرف نقل نہیں کر رہے تھے۔ ہر مرحلے پر وہ یہ سوچتے تھے کہ آیا یہ باتیں ہمارے ملک کے لیے موزوں ہیں۔ یہ وہ تمام عوامل تھے جنہوں نے ہمارے آئین کی تشکیل میں مدد کی۔

دستور ساز اسمبلی (The Constituent Assembly)

تو پھر وہ کون لوگ تھے جنہوں نے ہندوستانی آئین بنایا؟ یہاں آپ کو اُن چند لیڈران کا ایک مختصر سا خاکہ ملے گا جنہوں نے آئین سازی میں اہم کردار نبھایا تھا۔

سرگرمی

اپنی ریاست یا خطے کے کسی بھی ایسے دستور ساز اسمبلی کے ممبر کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے جس کا یہاں ذکر نہیں ہوا ہے۔ اس لیڈر کی تصویر جمع کیجیے یا اُس کا خاکہ بنایئے۔ جو طرز یہاں استعمال ہوا ہے اُسی کے مطابق اُس پر مختصر نوٹ لکھیے: نام (پیدائش کا سال/موت کا سال)، جائے پیدائش (حالیہ سیاسی سرحدوں کے مطابق)، سیاسی سرگرمیوں کا مختصر حال، دستور ساز اسمبلی کے بعد اُن کا کردار۔

دستاویز کی مسودہ نویسی جس کو آئین کہا جاتا ہے اسے منتخب نمائندوں کی ایک اسمبلی کے ذریعہ انجام دیا گیا تھا۔ اسے دستور ساز اسمبلی کہا جاتا ہے۔ دستور ساز اسمبلی کے لیے انتخابات 1946 میں کرائے گئے تھے۔ اُس کا پہلا اجلاس دسمبر 1946 میں ہوا۔ اس کے فوراً بعد ملک ہندوستان اور پاکستان نام کے دو ممالک میں تقسیم کیا گیا۔ دستور ساز اسمبلی بھی، ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی اور پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں تقسیم ہوگئی۔ اُس دستور ساز اسمبلی جس نے ہندوستانی آئین تحریر کیا، 299 ممبران پر مشتمل تھی۔ اس اسمبلی نے 26 نومبر 1949 کو آئین قبول کیا لیکن یہ 26 جنوری 1950 کو نافذ ہوا۔ اسی دن کی یاد میں ہم ہر سال 26 جنوری کو یومِ جمہوریہ کی حیثیت سے مناتے ہیں۔

پچاس سال سے بھی زیادہ عرصے پہلے دسور ساز اسمبلی کے بنائے ہوئے اس آئین کو ہم کیوں تسلیم کریں؟ ہم اس کی ایک وجہ تو پہلے ہی سمجھ چکے ہیں۔ آئین میں صرف اُس کے ممبران کے نظریات ہی ظاہر نہیں کئے گئے ہیں۔ یہ اپنے وقت کے ایک وسیع اجماع کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک کو اپنا آئین دوبارہ اس وجہ سے لکھنا پڑا کیونکہ اہم سماجی گروپوں یا سیاسی پارٹیوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ دنیا میں چند ممالک ایسے بھی تھے جہاں آئین صرف کاغذ کا ایک ٹکڑا بن کر رہ گیا ہے۔ حقیقت میں اس پر عمل کوئی نہیں کرتا۔ لیکن ہمارے آئین کا تجربہ بالکل جداگانہ ہے۔ سابقہ آدھی صدی سے کئی گروپ آئین کی چند شرائط پر سوال اُٹھا رہے ہیں۔ لیکن آج تک کوئی بھی ایسا بڑا سماجی گروپ یا سیاسی پارٹی سامنے نہیں آئی جس نے خود آئین کے جواز پر سوال اُٹھایا ہو۔ یہ کسی بھی آئین کے لیے ایک غیر معمولی کامیابی ہے۔

آئین کو تسلیم کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ دستور ساز اسمبلی ہندوستان کے لوگوں کی نمائندگی کرتی تھی۔ اُس وقت عالمگیر بالغ رائے دہندگی کا حق موجود نہیں تھا۔ اس لیے دستور ساز اسمبلی کو ہندوستان کے تمام لوگ براہِ راست نہیں چن سکتے تھے اس کا انتخاب خاص طور سے اُس وقت کی اُن صوبائی دستور ساز اسمبلیوں نے کیا تھا جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس صورتِ حال نے ملک کے تمام حصوں سے آئے ممبران کی ایک منصفانہ جغرافیائی حصہ داری کو یقینی بنایا۔ اسمبلی پر انڈین نیشنل کانگریس کا تسلط تھا جو ایک ایسی پارٹی تھی جس نے ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد کی رہنمائی کی تھی۔ لیکن خود کانگریس

© NCERT not to be republished

میں مختلف سیاسی گروپ اور خیالات کے لوگ شامل تھے۔ اسمبلی میں متعدد ممبر ایسے بھی تھے جو کانگریس سے متفق نہیں تھے۔ اگر سماجی اصطلاح میں دیکھا جائے، تو اسمبلی مختلف لسانی گروہوں، ذاتوں، طبقات، مذاہب اور پیشوں کے ممبران کی نمائندگی کرتی تھی۔ دستور ساز اسمبلی چاہے عالمگیر بالغ رائے دہندگی کی بنیاد پر ہی چنی جاتی، تب بھی اُس کی ترکیب زیادہ مختلف نہ ہوتی۔

آخر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح سے دستور ساز اسمبلی نے کام کیا وہ طریقہ آئین کو مقدس بناتا ہے۔ دستور ساز اسمبلی نے باقاعدگی، کشادگی اور اجماعی طور سے اپنا کام کیا تھا۔ پہلے چند بنیادی اُصولوں پر فیصلہ ہوا اور اُس کے بعد اُس پر رضا مندی ہوئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر کی صدارت میں مباحثے کے لیے آئین کا ایک مسودہ تیار کیا۔ آئین کے اس مسودے پر تفصیلی بحث کے لیے کئی نشستیں ہوئیں۔ اس کے اندر دو ہزار سے زیادہ ترامیم پر غور کیا گیا۔ ممبران نے تین سال کی مدت میں 114 دن تک کارروائیاں کیں۔ مسودہ ساز کمیٹی کے سامنے پیش پر دستاویز اور دستور ساز اسمبلی میں بولا گیا ہر لفظ ضبطِ تحریر میں لاکر محفوظ کیا گیا۔ ان کو دستور ساز اسمبلی کے مناظرے (ڈبیٹ) کہا جاتا ہے۔ جب ان سے چھاپا گیا تو ان کی 12 ضخیم جلدیں تیار ہو گئیں۔ یہ مناظرے آئین کی ہر شرط میں پوشیدہ استدلال کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کو آئین کے مطلب کی ترجمانی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

جی۔ درگا بائی دیش مکھ

(1909-1981)

پیدائش آندھرا پردیش، وکیل اور عورتوں کی نجات کے لیے عوامی کارکن، کانگریس لیڈر، بعد میں مرکزی سماجی فلاحی بورڈ کے چیئرپرسن کے بانی۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

ہندوستانی آئین کے بنانے والوں کے بارے میں یہاں ایک طرف کالم میں دی گئی معلومات کو پڑھیے۔ آپ کو اس معلومات کو یاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان میں سے درج ذیل بیانات کی حمایت میں صرف مثالیں دیجیے۔

1۔ اسمبلی میں متعدد ایسے ممبر تھے جو کانگریس کے ساتھ نہیں تھے۔

2۔ اسمبلی مختلف سماجی گروہوں کے ممبران کی نمائندگی کرتی تھی۔

3۔ اسمبلی کے ممبران مختلف نظریات میں یقین رکھتے تھے۔

3.4 ہندوستانی آئین کی رہنمائی کرنے والی اقدار (GUIDING VALUES OF INDIAN CONSTITUTION)

اس کتاب میں ہم مختلف موضوعات پر ہندوستانی آئین کے قطعی قواعد کا مطالعہ کریں گے۔ اس مرحلے پر آئیے ہم یہ سمجھتے ہوئے شروع کرتے ہیں کہ ہمارے آئین کا مجموعۂ فلسفہ کن باتوں کے بارے میں ہے۔ یہ کام ہم دو طرح سے کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے آئین پر چند اہم لیڈروں کے نظریات پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ پڑھنا بھی ضروری ہے کہ آئین خود اپنی فلاسفی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ یہی کام آئین کا تمہید یہ کرتا ہے۔ آئیے ہم ان کو ایک ایک کرکے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک خواب اور ایک وعدہ (The Dream and the Promise)

آپ میں سے کسی نے آئین کے بنانے والوں کی تصاویر میں ایک نام ایسا بھی دیکھا ہوگا جو وہاں موجود نہیں ہے، یہ ہیں: مہاتما گاندھی۔ وہ دستور ساز اسمبلی کے ممبر نہیں تھے۔ اس کے باوجود متعدد ممبران ایسے بھی تھے جنھوں نے ان کی بصیرت سے تحریک حاصل کی۔ کئی سال پہلے انھوں نے 1931 میں اپنے رسالے ینگ انڈیا میں اپنے پسند کے آئین کے بارے میں اپنے نظریات ظاہر کئے تھے:

بلدیو سنگھ

(1901-1961)

پیدائش ہریانہ، ایک کامیاب کاروباری، اور پنجاب اسمبلی میں پنتھک اکالی پارٹی کے لیڈر، دستور ساز اسمبلی میں کانگریس کے نامزد ممبر، بعد میں مرکزی کابینہ میں وزیر دفاع۔

© NCERT not to be republished

میں ایک ایسے آئین کے لیے کوشش کروں گا جو ہندوستان کو غلامی اور سرپرستی سے چھٹکارا دلائے گا... میں ایک ایسے ہندوستان کے لیے کام کروں گا جس میں غریب ترین آدمی بھی یہ محسوس کرے گا کہ یہ اُس کا ملک ہے، جس کے بنانے میں اُن کی آواز کی بھی قیمت ہوگی۔ ایک ایسا ہندوستان جس میں لوگوں کا کوئی اعلیٰ طبقہ اور ادنیٰ طبقہ نہیں ہوگا۔ ایک ایسا ہندوستان جس میں تمام فرقے مل جل کر رہیں گے۔ ایسے ہندوستان میں چھوت چھات یا نشہ آور مشروبات اور ادویہ کے عذاب کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ عورتوں کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مردوں کو حاصل ہیں اس سے کم پر مجھ کو تسلی نہیں ہوگی۔

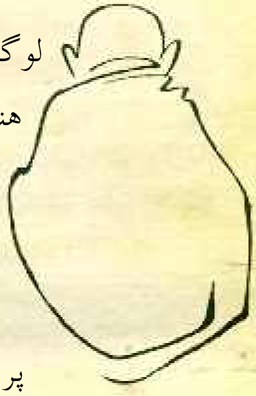

کنھیالال مانک لال منشی

(1887-1971) پیدائش گجرات، مورخ اور ماہر لسانیات، کانگریس لیڈر اور گاندھیائی نظریے کے حامی۔ بعد میں مرکزی کابینہ میں وزیر، سوتنتر پارٹی کے بانی۔

ڈاکٹر امبیڈکر بھی ہندوستان کے اس خواب میں شریک ہوئے جس نے غیر مساوات کی بیخ کنی کی۔ انھوں نے آئین کے بنانے میں اہم کردار نبھایا لیکن آپ کا ادراک اس سلسلے میں مختلف تھا کہ غیر مساوات کو کس طرح ہٹایا جائے۔ وہ اکثر مہاتما گاندھی اور اُن کی بصیرت سخت تنقید کرتے تھے۔ دستور ساز اسمبلی کی اپنی اختتامی تقریر میں انھوں نے اپنی تفکرات کو واضح الفاظ میں بیان کیا تھا:

آخر میں، آیئے ہم جواہر لعل نہرو کو وہ مشہور تقریر دیکھیں جو انھوں نے 15/اگست 1947 کی نصف شب کا گھنٹہ بجتے ہی دستور ساز اسمبلی کے سامنے کی تھی۔

بھیم راؤ رام جی امبیڈکر

(1891-1956) پیدائش مہاراشٹر، مسودہ ساز کمیٹی کے چیئرمین، سماجی انقلابی مفکر، ذات پات کی تقسیم اور ذات پر مبنی تقسیم کے خلاف احتجاج کرنے والے۔ بعد میں آزاد ہندوستان میں پہلی کابینہ کے اندر وزیر قانون۔ ری پبلکن پارٹی آف انڈیا کے بانی۔

26 جنوری 1950 کو ہم ایسی زندگی میں داخل ہونے جا رہے ہیں جو تضاد سے بھرپور ہے۔ سیاست میں ہم کو مساوات حاصل ہوگی لیکن سماجی اور معاشی زندگی میں غیر مساوات۔ سیاست میں ہم ایک آدمی ایک ووٹ اور ایک قیمت کے اُصول کو تسلیم کریں گے۔ لیکن اپنی سماجی اور معاشی زندگی میں، اپنے سماجی اور معاشی ڈھانچے کو مدنظر رکھ کر، ایک آدمی ایک قیمت کے اُصول سے انکار کرتے رہیں گے۔ نہ جانے ہم تضادات کی یہ زندگی کب تک گزارتے رہیں گے؟ ہم کب تک اپنی سماجی اور معاشی زندگی میں مساوات سے انکار کرتے رہیں گے؟ اگر ہم طویل مدت تک اس مساوات سے انکار کرتے رہے، تو پھر ہم اپنی سیاسی جمہوریت کو خطرے میں ڈال دیں گے۔

شیاما پرساد مکرجی

(1901-1953) پیدائش مغربی بنگال، عبوری حکومت میں انڈسٹری اور سپلائی کے وزیر، ماہر تعلیم اور وکیل، ہندو مہاسبھا کے سرگرم کارکن، بعد میں بھارتیہ جن سنگھ کے بانی

© NCERT not to be republished

برسوں گزر گئے جب ہم نے **اپنی تقدیر سے ملنے کا اقرار** کیا تھا، اور اب وہ وقت آن پہنچا جب ہم اپنے عہد کو پورا کریں گے مکمل یا پورے طور پر نہیں معقول حد تک۔ نیم شب کا گھنٹہ بجتے ہی، جب دنیا سو رہی ہوگی، ہندوستان زندگی اور آزادی کے لیے بیدار ہوگا۔ ایسا لمحہ آتا ہے لیکن یہ تاریخ میں کم ہی آتا ہے، جب ہم پرانے زمانے سے نئے زمانے میں قدم رکھتے ہیں، جب ایک دَور ختم ہوتا ہے، اور جب کسی قوم کی روح، جس پر مدتوں ظلم ڈھائے گئے تھے، اُس کو بھی بولنے کا موقعہ ملتا ہے۔ یہ موزوں بات ہے کہ اس سنجیدہ موقعہ پر ہم ہندوستان اور اُس کے عوام کی خدمت کے لیے خود کو اور اس سے بھی زیادہ انسانیت کے وسیع تر مفاد میں خود کو وقف کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

آزادی اور اقتدار سے ذمے داریاں بڑھتی ہیں۔ یہ ذمہ داری اس اسمبلی پر عائد ہوتی ہے جو کہ ہندوستان کے مقتدر لوگوں کی نمائندگی کرنے والی مقتدر جماعت ہے۔ آزادی حاصل کرنے سے پہلے ہم نے محنت کی تمام تکالیف برداشت کیں اور ہمارے دل اس غم کی یاد سے بوجھل ہیں۔ ان میں سے چند غم او رپریشانیاں اب بھی جاری ہیں، پھر بھی ، ماضی گزر گیا اور اب ہمارے سامنے وہ مستقبل کھڑا ہے جو اب ہم کو آواز دے رہا ہے۔

یہ مستقبل آسانیوں یا آرام کے لیے نہیں ہے، بلکہ مسلسل کوشش ہے، تاکہ ہم اپنے اُس عہد کو پورا کر سکیں جو ہم نے اکثر کیے ہیں اور ایک عہد تو وہ ہے جو ہم آج کریں گے۔ ہندوستان کی خدمت کا مطلب ہے اُن کروڑوں لوگوں کی خدمت جو مصیبت زدہ ہیں۔ اس کا مطلب ہے غربت، لاعلمی، بیماری اور مواقع کی غیر مساوات کا اختتام۔ ہرآنکھ کے ہر آنسو کو پوچھنا، ہماری نسل کے عظیم ترین آدمی کی خواہش ہے۔ یہ کام ہماری پہنچ سے بالاتر ہو سکتا ہے، لیکن جب تک آنکھوں میں آنسو اور مصائب ہیں، تب تک ہمارا کام نامکمل رہے گا۔

جواہر لعل نہرو

(1889-1964) پیدائش اُتر پردیش، عبوری حکومت کے وزیر اعظم وکیل اور کانگریس لیڈر، اشراکیت، جمہوریت کے حامی اور استعمار پسندی مخالف۔ بعد میں ہندوستان کے وزیر اعظم۔

سروجنی نائڈو

(1879-1949) پیدائش آندھرا پردیش، شاعر، مصنف اور سیاسی کارکن، کانگریس کی اوّلین خواتین، بعد میں اُتر پردیش کی گورنر۔

سوم ناتھ لہری

(1901-1984) پیدائش مغربی بنگال، مصنف اور مدیر، کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے لیڈر، بعد میں مغربی بنگال دستور ساز اسمبلی کے ممبر۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

درج بالا تین حوالے دھیان سے پڑھیے۔

- کیا ان میں کوئی ایسا خیال ظاہر کیا گیا ہے جو ان تینوں میں مشترک ہے؟
- اس مشترک خیال کو ظاہر کرنے کے ان کے طریقوں میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟

© NCERT not to be republished

آئین میں پوشیدہ فلسفہ

(Philosophy of Constitution)

وہ اقدار جس نے آزادی کی تحریک میں روح پھونکی اور اُس کی رہنمائی کی اور اس کے بعد اُس کی پرورش کے جذبے نے ہندوستان کی جمہوریت کے لیے ایک بنیاد فراہم کی۔ یہ اقدار ہندوستانی آئین کے تمہیدیے میں مرتب کئے گیے ہیں۔ یہ آئین کی تمام دفعات کی رہنمائی کرتے ہیں۔ آئین کی ابتدا بنیادی اقدار کے ایک مختصر بیان سے ہوتی ہے۔ اس کو آئین کا تمہیدیہ کہا جاتا ہے۔ امریکن ماڈل سے تحریک پاکر عصری دنیا میں زیادہ تر ممالک اپنے آئین کی ابتدا ایک تمہیدیے سے کرتے ہیں۔

ریاست ہائے متحدہ کے

ہم عوام

زیادہ بھتر اتحاد پیدا کرنے، انصاف قائم کرنے، گھریلو امن و سکون کی یقین دھانی کرانے، ایک مشترکہ تحفظ مھیا کرنے، عوامی فلاح کو ترقی دینے اور حریت کی نعمتوں اور آنے والی نسلوں کا تحفظ کرنے کے لئے، ریاستھائے متحدہ امریکہ کے لیے یہ آئین قائم کرنے کا فرمان جاری کرتے ھیں.

ھم جنوبی افریقہ کے عوام اپنے ماضی کی ناانصافیوں کو تسلیم کرتے ھیں، ان لوگوں کا احترام کرتے ھیں جنھوں نے انصاف اور ملک میں آزادی کے لیے تکالیف برداشت کیں، ان لوگوں کا احترام کرتے ھیں جنھوں نے اپنے ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا. یقین کرتے ھیں کہ جنوبی افریقہ اُن لوگوں کا ملک ھے جو اس میں رھتے ھیں، جو باوجود تنوع کے متحد ھیں. اس لیے ھم اپنے آزادانہ منتخب شدہ نمائندوں کے ذریعہ جمھوریت کے ایک اعلیٰ اور برتر قانون کی حیثیت سے اس کو اپناتے ھیں تاکہ ماضی میں ھوئی تقسیموں کا مداوا کریں اور ایک ایسا سماج قائم کریں جو جمھوری اقدار، سماجی انصاف اور بنیادی انسانی حقوق پر مبنی ھو، ایک ایسے جمھوری اور کشادہ سماج کی بنیاد ڈالیں جس میں حکومت لوگوں کی خواھش کے مطابق ھو اور قانون شھری کی مساوی طو رسے حفاظت کرے، تمام شھریوں کے معیار زندگی کو بلند رکھے اور ھر شخص کی صلاحیت کو آزادانہ طور سے استعمال کرنے کا موقعہ دے اور ایک متحدہ اور جمھوری افریقہ کی تعمیر کرے جو اقوام کی فیملی میں ایک مقتدر ریاست کی حیثیت سے اپنا جائز مقام حاصل کر سکے. خدا ھمارے عوام کی حفاظت کرے.

© NCERT not to be republished

آیئے ہم اپنے آئین کے تمہیدیہ کو دھیان سے پڑھیں اور اُس کے ہر اہم لفظ کے مطلب کو سمجھیں۔

ہمارے آئین کا تمہیدیہ جمہوریت پر کہی گئی ایک نظم کی طرح لگتا ہے۔ اس میں وہ تمام فلسفہ موجود ہے جس پر پورا آئین بتایا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا معیار مہیا کرتا ہے جو کسی بھی قانون اور حکومت کے عمل کا جائزہ لیتا ہے اور اُس کی جانچ کرتا ہے، جس سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ آیا وہ عمل صحیح ہے یا غلط۔ یہ ہندوستانی آئین کی روح ہے۔

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو ایک

مقتدر، سماج وادی، غیر مذہبی

عوامی جمہوریہ

بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:

انصاف سماجی، معاشی اور سیاسی

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت

مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں

اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور سالمیت کا تیقن ہو۔

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر 1949 کو یہ آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

ہم ہندوستان کے لوگ ہیں
آئین لوگوں کے نمائندوں کے ذریعہ بنایا گیا ہے اور وضع کیا گیا ہے جس کو اُنہیں کسی بادشاہ یا خارجی طاقت نے نہیں دیا۔

مقتدر
عوام کو داخلی اور خارجی معاملات میں فیصلہ کرنے کے حق کے اعلیٰ حقوق حاصل ہیں۔ کوئی بھی خارجی طاقت حکومت ہند کو احکامات نہیں دے سکتی۔

سوشلسٹ
دولت سماجی طور سے پیدا کی جاتی ہے اور اس پر سماج کی مساویانہ حصہ داری ہے۔ حکومت کو سماجی – معاشی غیر مساوات کو گھٹانے کے لیے زمین اور صنعت کی ملکیت کو باضابطہ بنانا چاہئے۔

سیکولر (غیر مذہبی)
شہریوں کو کسی بھی مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی ہے۔ لیکن کوئی سرکاری مذہب نہیں ہے۔ حکومت تمام مذہبی عقائد اور رواجوں کا احترام مساویانہ طور سے کرتی ہے۔

جمہوری
ایک ایسی طرز حکومت جہاں لوگوں کو برابر کے سیاسی حقوق حاصل ہیں۔ لوگ اپنے حکمرانوں کا انتخاب کرتے ہیں جن کو وہ جواب دہ ہوتے ہیں۔

جمہوریہ
ریاست کا سربراہ ایک منتخبہ شخص ہوتا ہے، نہ کہ اُس کا عہدہ موروثی ہے۔

انصاف
شہریوں کے درمیان ذات، مذہب اور صنف کی بنیاد پر تفریق روا نہیں رکھی جاسکتی۔ سماجی غیر مساوات کو کم کرتا ہے حکومت کو سب کی فلاح کے لیے کم کرنا چاہئے، خاص طور سے غیر مراعات یافتہ طبقات کے لئے۔

آزادی (حریت)
شہریوں پر کوئی غیر مدلل پابندیاں عائد نہیں ہیں کہ وہ کس طرح سوچتے ہیں، وہ اپنے خیالات کا اظہار کس طرح کرنا چاہتے ہیں، یا وہ اپنے کسی بھی عمل کو اختیار کرنے میں کوئی بھی راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

مساوات
قانون کی نظر میں سب برابر ہیں روایتی سماجی غیر مساوات کو ختم کرنا ہے۔ حکومت کو سب کے لیے مساوی مواقع کی یقین دہانی کرانی چاہئے۔

اُخوت
ہم سب کو اس طرح برتاؤ کرنا چاہئے جیسے ہم ایک ہی فیملی کے ممبران ہوں۔ کسی کو بھی اپنے ساتھی شہری کو کم تر نہیں سمجھنا چاہئے۔

© NCERT not to be republished

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

تمہیدیوں کا موازنہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، ہندوستان اور جنوبی افریقہ سے کیجیے۔

- اُن خیالات کی ایک فہرست بنایئے جو ان تینوں میں مشترک ہیں۔
- ان کے اندر موجود کم سے کم ایک فرق کو نوٹ کیجیے۔
- ان تینوں میں کون سا تمہید یہ ماضی کا حوالہ دیتا ہے۔
- ان میں سے کون سا خدا سے التجا نہیں کرتا۔

اداراتی تشکیل (Institutional designs)

آئین اقدار اور فلسفے کا صرف ایک بیان ہی نہیں ہوتا جیسا کہ ہم نے اوپر دیکھا تھا کہ آئین خاص طور سے ان اقدار کو اداراتی انتظامات میں ایک مجسم شکل دینے کے بارے میں ہے۔ زیادہ تر یہ دستاویز جو ہندوستان کا آئین کہلاتا ہے، ان ہی انتظامات کے بارے میں ہے۔ یہ ایک بڑی طویل اور تفصیلی دستاویز ہے۔ اس لیے اس کو تاریخ جاریہ تک قابل قبول رکھنے کے کئے باقاعدگی سے ترمیم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جن لوگوں نے آئین کی تشکیل کی تھی، اُنہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ یہ لوگوں کی تمناؤں اور سماج میں آئی تبدیلیوں کے مطابق ہونے چاہیے۔ وہ اس کو ایک مقدس، ساکت اور یک طرفہ قانون کی شکل میں نہیں دیکھتے تھے۔ اس لئے، اُنہوں نے وقتاً فوقتاً تبدیلیوں کو شامل کرنے کے لیے شرائط بنا دیں۔ یہ تبدیلیاں آئینی ترمیمات کہلاتی ہیں۔

ہمارا آئین اداراتی انتظامات کو بالکل قانونی زبان میں بیان کرتا ہے۔ اگر آپ آئین کو پہلی بار پڑھیں تو اس کو سمجھنا بڑا مشکل ہوگا۔ اس کے باوجود اس کی بنیادی اداراتی تشکیل سمجھتے ہیں زیادہ مشکل نہیں ہے۔ کسی بھی آئین کی طرح، ہندوستانی آئین بھی ملک پر حکومت کرنے کے لیے لوگوں کو چننے کے طریقۂ کار کو ضبط تحریر میں لاتا ہے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ کون سے فیصلے کرنے کے لیے کس کے ہاتھ میں کتنی طاقت ہوگی۔ یہ شہریوں کو چند حقوق دیتے ہوئے حکومت پر چند حد بندیاں بھی قائم کرتا ہے اور شہریوں کو ان حقوق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کتاب کے بقیہ تین ابواب ہندوستانی آئین کی کارکردگی کے تین پہلوؤں کے بارے میں ہیں۔ ہم ہر باب میں چند اہم آئینی شرائط پر بحث کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ یہ جمہوری سیاست میں کس طرح کام کرتی ہیں۔ لیکن اس درسی کتاب میں ہندوستانی آئین میں موجود اداراتی تشکیل کی تمام اہم خصوصیات پر بحث نہیں کی جائے گی۔ آپ کی اگلے سال کی درسی کتاب میں چند دوسرے پہلو شامل ہوں گے۔

فرہنگ

نسلی امتیاز: سیاہ فام لوگوں کے خلاف 1948 اور 1989 کے درمیان جنوبی افریقہ کی حکومت کی اختیار کردہ نسلی علیحدگی اور خراب برتاؤ کی سرکاری پالیسی۔

شق (کلاز): کسی دستاویز کا ایک مخصوص سیکشن۔

دستور ساز اسمبلی: لوگوں کے نمائندوں کی ایک ایسی مجلس جو کسی ملک کے لیے آئین لکھتی ہے۔

آئین: کسی ملک کا ایک ایسا برتر قانون جس میں کسی ملک کے اندر سیاست اور سماج کا نظام چلانے کے بنیادی اُصول تحریر ہوتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

آئینی ترمیم: کسی ملک میں موجود ایک اعلیٰ دستور ساز جماعت کے ذریعہ آئین میں کی گئی تبدیلی۔

مسودہ: کسی قانونی دستاویز کا ابتدائی بیان۔

فلسفہ (فلاسفی): کسی شخص کے خیال اور اعمال کو ظاہر کرنے والے سب سے اہم بنیادی اُصول۔

تمہیدیہ: کسی آئین کے اندر موجود ایک ایسا تعارفی بیان جو آئین کی وجوہات اور رہنمائی کرنے والی اقدار کو واضح کرتا ہے۔

بغاوت (سازش): کسی ریاست کی حکومت کو اُکھاڑ پھینکنے کی غیر قانونی حرکت کا اس ریاست کے لیے خلاف ورزی کرنے والے پر وفاداری کی پابندی عائد ہوتی ہے۔

ملاقات (Tryst): باہم یک جا ہونا یا ملنے کے ایک ایسی جگہ جہاں ملنے کے لیے کوئی راضی ہو۔

مشقیں

1 یہاں چند غلط بیانات دیئے جا رہے ہیں۔ ہر معاملے میں غلطی کی شناخت کیجئے اور اس باب میں جو پڑھا ہے اس کی بنیاد پر ان بیانات کو درست کیجئے۔

a آزادی کی تحریک سے وابستہ رہنماؤں کا ذہن اس بارے میں کشادہ تھا کہ آزادی کے بعد ملک جمہوری ہونا چاہئے یا نہیں۔

b ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کے ممبران آئین کی تمام شرائط پر ایک ہی نظریہ رکھتے تھے۔

c ایک ایسا ملک جس کے پاس آئین ہو، اُسے جمہوری ضرور ہونا چاہئے۔

d آئین میں ترمیم نہیں کی جا سکتی کیونکہ یہ کسی ملک کا ایک اعلیٰ قانون ہوتا ہے۔

2 جنوبی افریقہ میں ایک جمہوری آئین کے بنانے میں ان میں سے کون سا تصادم سب سے زیادہ نمایاں تھا۔

a جنوبی افریقہ اور اُس کے پڑوسی ممالک کے درمیان۔

b مردوں اور عورتوں کے درمیان۔

c گوری اکثریت اور کالی اقلیت کے درمیان۔

d رنگدار اقلیت اور کالی اکثریت کے درمیان۔

3 ان میں سے وہ کون سا اہتمام ہے جو ایک جمہوری آئین میں نہیں رکھا جاتا۔

a ریاست کے سربراہ کے اختیارات۔

b ریاست کے سربراہ کا نام۔

c مقنّنہ کے اختیارات۔

d ملک کا نام۔

© NCERT not to be republished

4 آئین سازی کے کردار میں درج ذیل رہنماؤں کا ملان کیجیے۔

a موتی لعل نہرو — i دستور ساز اسمبلی کے صدر

b بی۔آر۔امبیڈکر — ii دستور ساز اسمبلی کے ممبر

c راجیندر پرشاد — iii مسوّدہ کمیٹی کے چیئرمین

d سروجنی نائیڈو — iv 1928 میں ہندوستان کے لیے آئین تیار کیا۔

5 نہرو کی تقریر کا اقتباس ''تقدیر سے ملاقات'' دوبارہ پڑھیے اور درج ذیل جواب دیجیے۔

a نہرو نے یہ جز و جملہ ''مکمل طور سے یا پورے طور سے نہیں'' اپنے پہلے جملے میں کیوں استعمال کیا؟

b آپ ہندوستانی آئین بنانے والوں سے کیا عہد لینا چاہتے ہیں؟

c ''ہر آنکھ سے ہر آنسو کو پوچھنا ہماری نسل کے عظیم ترین آدمی کی خواهش ھے۔'' ان کا اشارہ کس کی جانب تھا؟

6 یہاں آئین کی چند رہنمائی کرنے والی اقدار اور اُن کا مطلب دیا جارہا ہے۔ان کو مناسب طرح سے ملا کر دوبارہ لکھیے۔

a مقتدر — i حکومت کسی بھی مذہب کی طرفداری نہیں کرے گی۔

b جمہوریہ — ii عوام کو فیصلے کرنے کا اعلیٰ حق حاصل ہے۔

c اُخوت — iii ریاست کا سربراہ منتخبہ ہوتا ہے۔

d سیکولر — iv لوگوں کو بہن بھائیوں کی طرح رہنا چاہئے۔

7 نیپال میں سیاسی صورت حال بتاتے ہوئے آپ کے ایک دوست نے آپ کو خط لکھا ہے۔ بہت سی سیاسی پارٹیاں نیپال میں راجا کی حکومت کی مخالفت کر رہی ہیں۔اُن میں سے چند لوگوں کا کہنا ہے کہ راجا کے دیئے ہوئے آئین میں ترمیم کر کے منتخبہ نمائنوں کو زیادہ اختیارات دیئے جائیں جبکہ دوسرے لوگ ایسے ہیں جو ایک ری پبلکن آئین تیار کرنے کے لیے ایک نئی دستور ساز اسمبلی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس مسئلہ پر اپنی رائے دیتے ہوئے اپنے دوست کو جواب دیجیے۔

8 ہندوستان کو ایک جمہوریت بنانے کے بارے میں یہاں الگ الگ خیالات دیئے جا رہے ہیں۔ ان عوامل میں سے ہر ایک کو آپ کتنی اہمیت دیں گے؟

a ہندوستان میں جمہوریت انگریز حکمرانوں کی دین ہے۔ہم نے برٹش حکومت کے تحت نمائندہ دستور ساز اداروں کے ساتھ کام کر کے تربیت حاصل کی۔

b آزادی کی جدوجہد نے نوآبادیاتی استحصال اور ہندوستانیوں کو مختلف آراء کے انکار کو چیلنج کیا۔ آزاد ہندوستان جمہوری ملک کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوسکتا۔

c ہم خوش قسمت تھے کہ ہم کو ایسے لیڈر ملے جو جمہوری احساس رکھتے تھے۔ کئی دوسرے نئے آزاد ممالک میں جمہوریت سے انکار ان لیڈروں کے اہم کردار کو بتاتا ہے۔

© NCERT not to be republished

مشقیں

9 کتاب ''میریڈ وومین'' (Married Woman) سے درجہ ذیل اقتباس پڑھئے جو 1912 میں شائع ہوئی تھی۔
'خدا نے عورت کی نوع کو جسمانی اور جذباتی دونوں طور سے نازك اورکمزور بنایا ھے۔ جو بیچاری خود اپنا تحفظ کرنے کی اھل نہیں ھوتی۔ اس لیے یہ تو خدا کی مرضی سے اُن کی قسمت میں لکھا ھے کہ وہ مردوں کے تحفظ میں رھیں۔ وہ پوری زندگی کسی باپ، شوھر یا بیٹے کے زیر سایہ زندگی گزاریں۔ اس لیے عورتوں کو نااُمید نہیں ھونا چاھئے بلکہ اُن کو شکر کرنا چاھئے کہ اُنھو ںنے خود کو مرد کی خدمت کے لیے وقف کیا ھے۔' کیا آپ کے خیال میں اس اقتباس میں ظاہر کئے گئے خیالات ہمارے آئین کی اقدار کے مطابق ہیں؟ یا یہ آئینی اقدار کے خلاف جاتے ہیں؟

10 کسی آئین کے بارے میں مندرجہ ذیل بیانات پڑھئے۔ وجوہات بتایئے کہ ان میں سے کون سا صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے۔

a آئین کے اُصولوں کی طاقت وہی ہوتی ہے جو کسی بھی دوسرے قانون کی ہوتی ہے۔
b آئین یہ تحریر کرتا ہے کہ حکومت کے مختلف اعضاء کی تشکیل کس طرح ہوگی؟
c شہریوں کے حقوق اور حکومت کے اختیارات پر حد بندیاں آئین میں تحریر کی جاتی ہیں۔
d آئین اداروں کے بارے میں ہوتا ہے، نہ کہ اقدار کے بارے میں۔

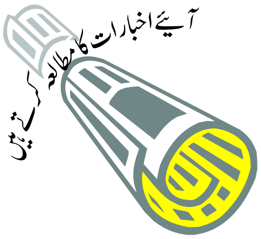

کسی آئینی ترمیم یا کسی آئینی ترمیم کے مطالعے پر ہوئے مباحثے کے لیے اخبارات پر عمل کیجئے۔ مثال کے طور پر آپ مقنّنہ (قانون ساز اداروں) میں عورتوں کے تحفظ کے لیے آئینی ترمیم کے مطالبے کو نظر میں رکھیں۔ کیا کوئی عوامی مناظرہ ہوا تھا؟ ترمیم کی حمایت میں کیا وجوہات پیش کی گئی تھیں؟ مختلف پارٹیوں میں آئینی ترمیم کا کیا ردّعمل ہوا؟ کیا آئین میں ترمیم عمل میں آئی؟

© NCERT not to be republished